ادبیات

غزل

(جناب الم مظفرنگری)

ابھی لے آؤں رقصِ بے خودی میں بزمِ امکاں کو
مغنّی تو کہے تو چھیڑ دوں سازِ رگِ جاں کو

نہیں کچھ ڈر حوادث کا دلِ جرأت بداماں کو
یہ ساحل جذب کر لیتا ہے ہر اک موجِ طوفاں کو

محبت یوں کبھی اعجاز دکھلاتی ہے انساں کو
بنا دیتی ہے طوفاں موج کو ذرّہ بیاباں کو

وہ ہو تعمیر یا تخریب ان دونوں کے پردے میں
مرتب کر رہا ہے کوئی ذرّاتِ پریشاں کو

اسی سے تو ہوا حاصل تجھے عرفانِ آزادی
تو کیا سمجھے ہوئے تھا اے بے خبر تکلیفِ زنداں کو

قفس کی نیند میں سیرِ چمن کا لطف حاصل ہے
خموشی دے رہی ہے وسعتیں خوابِ گلستاں کو

وہی دیوانہ ہے مطلب شناسِ معنیِ وحشت
جو دامن سے ملا دے وقت پر چاکِ گریباں کو

اثر جوشِ نمو کا جب ہوا کرتا ہے بے پردہ
ہوائیں خود بدل دیتی ہیں تقدیرِ گلستاں کو

یہ خاکستر یہ ٹوٹے بال و پر ہیں رونقِ محفل
یوں ہی رہنے دو پروانوں کے اجزائے پریشاں کو

مسلسل جب سے کیف آگیں رہی راتیں جوانی کی
کہاں سے ڈھونڈ کر اب لاؤں اس خوابِ پریشاں کو

غنیمت ہے دم اس وحشی کا جس نے خوں کے چھینٹوں سے
بنا رکھا ہے تاریخِ جنوں دیوارِ زنداں کو

بہاروں کی خوشی خوفِ خزاں کب تک چمن والو!
بدل ڈالو نظامِ انقلاباتِ گلستاں کو

لرزتا ہوں کسی کی جرأتِ انکارِ سجدہ پر
میں ہوں معذور اگر سجدہ کروں تصویرِ جاناں کو

انھیں تکلیفِ جلوہ دی مرے ذوقِ تماشا نے
وہ خود تسلیم کرتے ہیں مرے کفرِ نمایاں کو

وہ جلوہ کیوں گریزاں ہے مرے دل سے جو ہستی میں
کہیں گل کو نوازے اور کہیں تخمِ درختاں کو

میں جب نالہ کروں زنجیر یا خاموش ہو جائے
اسے ملحوظ رکھنا چاہیے آدابِ زنداں کو

الم جوشِ خودی میں اپنی ہستی کو کرے سجدہ
اگر انسان دیکھے غور سے ترکیبِ انساں کو